مختصر اسلام

مولانا ارشد جمال اشرفی

الاسلام مشن بنارس

مختصر اسلام

مولانا ارشد جمال اشرفی

الاسلام مشن بنارس

Mukhtasar Islam

by

Maulana Arshad jamal Ashrafi

D.43/107,Bazar Sadanand.

Varanasi.U.P.India.221001

e-mail:aimvns@gmail.com

First Published: March - 2013

Al-Islam Mission

Varanasi.U.P.India.

اِس کتاب میں

ری ایکشن

میری یہ کتاب ''مختصر اسلام'' پہلی بار مارچ/2013 میں شائع ہوئی تو کچھ شرّ پسند اور فتنہ پرور لوگوں نے اُس کے نام ہی پر اعتراض کرنا شروع کیا کہ اسلام مختصر کیسے ہوگیا؟ اسلام تو بہت وسیع مذہب ہے؟ مولانا نے ایک وسیع مذہب کو مختصر بنا دیا؟

میں نے اُسی زمانے میں ایک آرٹیکل میں اُس کا جواب لکھ دیا تھا۔ آج میں اِس کتاب پر نظرِ ثانی کر رہا ہوں تو خیال آیا کہ یہاں بھی اُس اعتراض کی وضاحت کر دی جائے تاکہ مخلص اور سنجیدہ حضرات کی خلش کا باعث نہ ہو۔

اصل میں کتاب کا جو نام ہے، اُس کا مفہوم میں نے ایک حدیث سے اخذ کیا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بے شک اسلام کے نوافل (نفلی اعمال) میرے سامنے بہت زیادہ ہیں، لھذا آپ (اُن میں سے) کوئی ایسی چیز بتا دیں جسے میں پکڑ لوں اور پابندی سے کرتا رہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تمھاری زبان اللہ کے ذکر سے ہمیشہ تر رہے''۔

(ترمذی: باب ماجاء فی فضل الذکر، حدیث: ۳۳۷۵)

سنن ابن ماجہ: باب فضل الذکر، حدیث: ۳۷۹۳)، مسند الامام احمد: حدیث: ۱۷۶۹۸)

اس حدیث سے یہ ذہن ملتا ہے کہ دین کی ڈھیر ساری باتوں میں سے چند منتخب باتوں کو عوام کے سامنے پیش کرنا بہت مناسب اور حکیمانہ انداز ہے۔

''مختصر اسلام'' کا بھی یہی مطلب ہے کہ اسلام کے بہت سارے افکار و اعمال کو مختصر انداز میں بیان کرنا۔ یہ نہیں کہ اسلام کے وسیع عقائد و اعمال اور اخلاقیات پر پانی پھیر دیا گیا ہے اور بس اُتنا ہی ضروری ہے جو اِس کتاب میں موجود ہے۔ **نعوذ باللّٰہ من ذلک.**

میرے لفظوں کے یہ معنی بھی ہو سکتے تھے، یہ تو مجھے اُن فتنہ پروروں سے معلوم ہوا۔

ارشد جمال اشرفی

مئی/2025

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمَنِ الرَّحِیمِ

مختصر اسلام کیوں؟

''اسلام'' ایک علمی اور فکری مذہب ہے، اِس لئے اُس کی باتیں بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر کوئی ''اسلام'' کو تفصیل سے جاننا چاہے تو یہ ایک ناممکن سی بات ہو گی۔ اسلام کے بارے میں مارکیٹ کے اندر بہت سی کتابیں موجود ہیں، مگر اُن کتابوں میں دو طرح کا عیب پایا جاتا ہے۔ یا تو اُن کتابوں میں اسلام کی غیر ضروری تشریح اور لایعنی تفصیل پائی جاتی ہے، جسے لے کر اسلام کے اندر بہت سے گروپ پیدا ہو گئے یا اُن کتابوں میں اسلام کے کسی ایک حصہ پر سارا زور لگا دیا گیا اور ثابت کیا گیا کہ یہی اصل اسلام ہے۔ اِس طرح کی کتابوں سے ایسا ذہن پیدا ہوا کہ مسلمان ایک دوسرے کو کافر اور گمراہ کہنے لگے۔

کچھ لوگوں نے اسلام کا تعارف شخصیتوں کے حوالے سے بھی کرایا ہے۔ اُن کے نزدیک جنتی مسلمان بننے کے لئے ضروری ہے کہ اُن شخصیتوں سے شدید محبت کی جائے اور اُن کی ہر بات کو پیغمبر کی بات کی طرح مانا جائے۔

اسلام کا ایک بنیادی ڈھانچہ ہے اور اُس کا ایک ضروری حصہ ہے جو بہت آسان اور مختصر ہے۔ یہ کتاب جو اِس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، اُسی بنیادی اور ضروری اسلام کا تعارف کرانے کے لئے لکھی گئی ہے۔ ماضی میں بہت کم لوگوں نے اِس طرح کی کوئی کتاب ترتیب دی ہے، جس کی عظمت کا اعتراف کرنے کے بجائے لوگوں نے اُسے رَد بھی کر دیا۔ یہ تحریر اُسی عظمت کو دوبارہ بحال کرنے کی ایک کوشش ہے۔

اِس کتاب میں اُس اسلام کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جسے پا کر ایک انسان کامیاب مسلمان ہو سکتا ہے اور وہ غیر ضروری بحثوں اور اُلجھنوں میں پڑے بغیر اسلام پر قائم رہ سکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ کسی غیر مسلم کو اسلام سمجھانے اور اُسے اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لئے بھی مُفید ہے۔ اِس کتاب کا یہی نشانہ ہے۔

خالق کا تخلیقی پلان

بہت سارے لوگ سمجھتے ہیں کہ:

''یہ دنیا خود بخود پیدا ہوئی ہے اور ایک دن یوں ہی بے نتیجہ ختم ہو جائے گی۔ ہر روز انسان پیدا ہو رہا ہے اور مر رہا ہے، مرنے کے بعد انسان ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا، اُسے دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا''۔

لیکن صحیح اور درست بات یہ ہے کہ نہ تو یہ دنیا خود بخود پیدا ہوئی ہے اور نہ ہی بے نتیجہ ختم ہونے والی ہے۔ اِس کائنات کا ایک خالق ہے اور اُس نے اپنی کائنات کو ایک عظیم منصوبہ کے تحت پیدا کیا ہے۔ اُس نے اپنے تخلیقی پلان (creation plan) کے مطابق زمین کو اِس قابل بنایا ہے کہ اُس پر زندگی ممکن ہو سکے۔ زندگی کا ہر ضروری سامان یہاں پہلے ہی سے موجود ہے۔ پانی کا بہت بڑا ذخیرہ، کھانے کے لئے ڈھیر سارا اناج، ساگ سبزی، پھل اور میوے، اوڑھنے پہننے کی بنیادی اور ضروری چیزیں، رہنے سہنے کے لئے گھروں کی سہولتیں، ہر طرح کا آسائش و آرام اور ہر لمحہ جینے کے لئے آکسیجن کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ، رات اور دن کا آنا جانا، موسموں کا بدلنا وغیرہ ......لائف سپورٹ سسٹم (life support system) سے بھری ہوئی اِس زمین پر انسانوں کو آباد کیا گیا تا کہ دنیا کی زندگی میں ایک ایک انسان کا الگ الگ ٹسٹ لیا جائے کہ کون اِس زمین پر آباد ہو کر اپنے خالق کو پہچانتا ہے اور اُس کی نعمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے اُس کی عبادت کرتا ہے؟ پھر ایک دن اِس کائنات کا سارا نظام ختم کر دیا جائے گا، چاند، تارے، سورج اور سیارے اور بڑی بڑی کہکشائیں (galaxies) ٹوٹ پھوٹ کر تباہ ہو جائیں گی، زمین کا سارا لائف سپورٹ سسٹم ختم ہو جائے گا اور سارے انسان ایک ایک کر کے مر جائیں گے، یہ قیامت کا دن ہوگا، پھر کائنات کا خالق اپنے تخلیقی پلان کے مطابق اُن تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے گا جو کبھی زمین پر زندگی گزار رہے تھے۔

جس نے دنیا کی زندگی میں اپنے خالق کو پہچانا تھا اور اُس کی نعمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے اُس کی عبادت کررہا تھا، اُسے عیش وآرام کی جنت میں داخل کیا جائے گا اور وہ اُس میں ہمیشہ رہے گا اور جس نے اپنے خالق کو نہیں پہچانا اور اُس کی نعمتوں کا نہ تو اعتراف کیا اور نہ اُس کی عبادت کی، اُسے آگ کے جہنم میں داخل کیا جائے گا اور وہ اُس میں ہمیشہ رہے گا۔ یہ آخرت کا دن ہوگا۔

آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سَو سال پہلے عرب میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نام کا ایک انسان اُٹھتا ہے اور وہ اپنے شہر والوں کو خالق کے اُسی تخلیقی پلان سے باخبر کرتا ہے اور اُنھیں ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔

*****

محمد (ﷺ) کون ہیں؟

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)570 ء میں، مکہ کے اندر، ایک اونچے خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہوگیا تھا اور جب آپ چھ سال کے تھے تو آپ کی والدہ حضرت آمنہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ والدین کے انتقال کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی سرپرستی کی۔ دو سال کے بعد دادا عبدالمطلب کا بھی انتقال ہوگیا۔ دادا کے انتقال کے بعد آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی سرپرستی کی۔ چچا ابوطالب آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کا بڑا نام ہوا۔ سوسائٹی میں آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ کی عزت اور شہرت دیکھ کر مکہ کی ایک مالدار اور عزت دار خاتون نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا۔ آپ نے اُس پیغام کو قبول کیا اور اُس عورت سے شادی کر لی جس کا نام خدیجہ تھا۔ جیسے جیسے دن گزرتا گیا، آپ کی عزت اور شہرت میں اضافہ ہوتا گیا۔ مکہ کے لوگ آپ کو ''صادق اور امین'' کہتے تھے۔ یعنی سچا اور امانت دار آدمی۔ آپ نے اپنے بگڑے ہوئے سماج کے اندر رہ کر سماج کی بڑی خدمت کی۔ آپ رشتہ داری نبھاتے تھے، سچ بولتے تھے، مہمان نوازی کرتے تھے دوسروں کا بوجھ اپنے سر لیتے تھے، فقیروں کا بھلا کرتے تھےاور حقدار کو حق دلانے کی کوشش کرتے تھے۔ مکہ شہر کے سارے لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے، لیکن آپ پوجا پاٹ سے دور رہتے تھے۔ اِس معاملے کو لے کر آپ بہت سوچا کرتے تھے اور آبادی سے دور حرا کے غار میں چلے جاتے تھے اور کئی کئی راتیں اُسی غار کی تنہائی میں بسر کرتے تھے۔

614ء میں جب آپ 44 سال کے ہوئے تو آپ لوگوں کو ایک انوکھا کلام پڑھ کر سنانے لگے جو بہت زیادہ لوگوں کو متأثر کرتا تھا۔ آپ نے مکہ کے لوگوں کو بتایا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔ میں جو کلام سناتا ہوں، وہ اللہ کا کلام (قرآن) ہے۔ اللہ نے مجھے حکم دیا

ہے کہ میں لوگوں کو خالق کا تخلیقی پلان بتاؤں تا کہ لوگ اپنے خالق کو پہچانیں، اُس کی نعمتوں کا اعتراف کریں اور صرف اُسی کی عبادت کریں۔ بت پرستی کو چھوڑ دیں اور اُس کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کریں۔ جو اپنے خالق کے تخلیقی پلان کو سمجھ کر صرف اُسی کی عبادت کرے گا، اُسے جنت ملے گی اور جو اپنے خالق کے تخلیقی پلان کو نہ سمجھے گا اور اُس ایک کی عبادت کے بجائے نیچر (nature) کی پوجا کرتا رہے گا تو مرنے کے بعد اُسے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

چونکہ یہ بات انسانوں کے بس سے باہر تھی کہ وہ خود سے اِس حقیقت کو دریافت کریں کہ خالق کا تخلیقی پلان کیا ہے؟ صرف وہی عبادت کے لائق کیوں ہے؟ دوبارہ زندگی کیونکر ممکن ہے؟ جنت اور جہنم کیوں ہیں؟ اِس لئے خالق نے اپنے تخلیقی پلان سے زمین پر بسنے والے انسانوں کو باخبر کرنے کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا کیا۔ وہ خدا کے پیغمبر تھے اور اُنھوں نے جس چیز کی دعوت پیش کی وہ ''اسلام'' تھا۔ اُنھوں نے قرآن کے حوالے سے جو دعوت پیش کی، وہ یہ تھی:

دنیا بے مقصد نہیں:

﴿اور ہم نے آسمان اور زمین اور اُن کے درمیان کی چیزوں کو باطل پیدا نہیں کیا۔ یہ کافروں کا گمان ہے تو اُن کافروں کے لئے جہنم کی خرابی ہے۔﴾ (ص:27)

﴿کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم سب کو بے کار پیدا کیا ہے اور تم سب واقعی ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔﴾ (المؤمنون:115)

﴿کیا اُنھوں نے اپنے اندر غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین اور اُن کے درمیان کی چیزوں کو برحق اور ایک مقررہ مدت تک کے لئے پیدا کیا ہے اور بے شک بہت سارے لوگ اپنے رب کی ملاقات کا انکار کرنے والے ہیں۔﴾ (الروم:8)

دنیا ایک آزمائش ہے:

﴿جس نے تم سب کو زمین کا نگراں بنایا اور ایک کو دوسرے پر کئی درجہ برتری دی

تا کہ وہ اپنی دی ہوئی چیزوں میں تمھیں آزمائے، بے شک تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بے شک وہ تو بخشنے والا، مہربان بھی ہے۔﴾ (الانعام:165)

﴿جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ وہ تمھیں آزمائے کہ کون زیادہ اچھے عمل والا ہے اور وہی غالب بخشنے والا ہے۔﴾ (الملک:2)

﴿بے شک ہم نے زمین کی چیزوں کو زمین کی زینت بنایا تا کہ ہم اُنھیں آزمائیں کہ کون زیادہ اچھے عمل والا ہے۔﴾ (الکھف:7)

دنیا کی زندگی ختم ہو جائے گی:

﴿جان لو کہ دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشہ ہے، زینت اور آپس میں فخر جتلانا اور مال اور اولاد میں برتری حاصل کرنا ہے۔ یہ اُس بارش کی طرح ہے جس کی پیداوار کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے، پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو اُسے زرد پاتا ہے، پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضا بھی اور دنیا کی زندگی دھوکے کی پونجی کے سوا کچھ نہیں۔﴾ (الحدید:20)

﴿زمین پر جو لوگ بھی ہیں، سب ختم ہو جائیں گے اور تیرے رب کا عظمت اور عزت والا چہرا باقی رہے گا۔﴾ (الرحمٰن:26،27)

﴿ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے، سوائے اُس کی ذات کے، اُسی کا فیصلہ ہے اور اُسی کی طرف تم لوگ لوٹائے جاؤ گے۔﴾ (القصص:88)

زندگی دوبارہ ہو گی:

﴿ کہو کہ اللہ تم کو زندگی دیتا ہے، پھر تم کو موت دے گا، پھر تم سب کو قیامت کے دن اکٹھا کرے گا، اُس میں کوئی شک نہیں، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔﴾ (الجاثیۃ:26)

﴿اور قیامت تو آکر رہے گی، اُس میں کوئی شک نہیں اور بلاشبہ اللہ اُنھیں زندہ کرے گا جو آج قبروں میں ہیں۔﴾ (الحج:7)

﴿اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، البتہ وہ ضرور تم سب کو قیامت کے دن اکٹھا کرے گا

جس میں کوئی شک نہیں اور اللہ سے زیادہ سچی بات کرنے والا کون ہے۔ ﴾ (النساء: 87)

﴿ اے لوگو! اگر تم کو دوبارہ کی زندگی میں کچھ شک ہو تو غور کرلو کہ ہم نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر پانی کی بوند سے، پھر خون کے لتھڑے سے، پھر گوشت کی بوٹی سے شکل والی اور بِنا شکل والی تا کہ ہم تم پر واضح کریں اور ہم بچہ دانی میں جو چاہتے ہیں ایک معین مدت تک کے لئے ٹھہرا دیتے ہیں۔ پھر ہم تمھیں بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں، پھر اِس لئے کہ تم اپنی جوانی کی عمر تک پہنچ جاؤ۔ پھر تم میں سے کوئی پہلے ہی مر جاتا ہے اور کوئی کھوسٹ عمر تک پہنچا دیا جاتا ہے تا کہ وہ جان لینے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ زمین خشک ہے تو جب ہم نے اُس پر پانی برسایا تو وہ تازہ ہو گئی اور اُبھر آئی اور اُس میں طرح طرح کی چیزیں اُگ آئیں۔ یہ اِس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور بلاشبہ وہ مردے میں جان ڈالتا ہے اور بلاشبہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور بے شک قیامت آنے والی ہے اور بے شک اللہ اُن لوگوں کو دوبارہ زندہ کرے گا جو قبروں میں ہیں۔ ﴾ (الحج: 7)

﴿ کیا انسان نے غور نہ کیا کہ بیشک ہم نے اُسے پانی کی بوند سے پیدا کیا تو جبھی وہ کھلا ہوا جھگڑالو ہے۔ اور اُس نے ہمارے لئے مثال دی اور اپنی پیدائش کو بھول بیٹھا، اُس نے کہا کہ کون اِن کھوکھلی ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ کہو کہ اُنھیں وہ زندہ کرے گا جس نے اُنھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ ﴾ (یٰس: 79+77)

﴿ کیا اُنھوں نے غور نہیں کیا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اُن کو پیدا کرنے میں تھکا نہیں، اِس بات پر قادر ہے کہ وہ مردے کو زندہ کرے، کیوں نہیں، وہ تو سب کچھ کرسکتا ہے۔ (الاحقاف: 33)

کیا انسان سمجھتا ہے کہ اُسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ ٹپکائی ہوئی منی کی ایک بوند نہ تھا، پھر گوشت کا لُتھڑا ہو گیا، پھر اُسے پیدا کر کے ٹھیک کیا۔ پھر اُس کی قسمیں کر دیں، مرد اور عورت۔ کیا وہ اِس بات پر قادر نہیں کہ مُردوں کو زندہ کرے۔ ﴾

(القیامۃ: 40+36)

آخرت میں سزا اور جزا ہوگی:

﴿ ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ اور تمھیں تو تمھارا پورا اجر بس قیامت کے دن ملے گا تو جسے جہنم سے دور رکھا جائے گا اور جنت میں داخل کیا جائے، وہ کامیاب ہوگا اور دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا سامان ہے۔ ﴾ (آل عمران:185)

﴿ یہ جہنم اُن کا بدلہ ہے، کیونکہ اُنھوں نے انکار کیا اور اُنھوں نے میری نشانیوں اور میرے رسولوں کا مذاق اُڑایا۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیا، اُن کے لئے فردوس کے باغوں کی مہمانی ہے۔ ﴾ (الکھف:107)

﴿ بے شک جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور اُن سے گھمنڈ کیا، اُن کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گیا ورنہ وہ جنت میں داخل ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے پار نہ ہو جائے اور ایسا ہی ہم مجرموں کو بدلہ دیتے ہیں۔ اُن کے لئے جہنم کی آگ کا بچھونا ہوگا اور اُن کے اوپر اُسی کا اوڑھنا ہوگا اور ایسے ہی ہم ظالوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیا، ہم کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ کام نہیں دیتے، وہ جنت والے ہیں اور وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ﴾ (الاعراف:42+40)

﴿ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ جنھوں نے برائی کی، اُنھیں اُن کے کئے کا بدلہ دے اور جنھوں نے اچھا کام کیا، اُنھیں اُن کی اچھائی کا بدلہ دے۔ ﴾ (النجم:31)

﴿ البتہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا، انسانوں کے پیدا کرنے سے بڑا کام ہے، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں ہوسکتا اور نہ ایمان اور نیکیوں والا اور برائی کرنے والا، کتنا کم تم لوگ بات مانتے ہو۔ ﴾ (غافر:58,57)

یعنی نیکی کا بدلہ اور برائی کی سزا نہ ملے تو پھر نیکی اور برائی میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا۔ نہ نیکی کرنے والے کو نیکی کا کوئی شوق رہے گا اور نہ برائی کرنے والے کو برائی کا کوئی ڈر۔

*****

توحید اور شرک

پیغمبر اسلام نے لوگوں کو خدا کے تخلیقی پلان سے آگاہ کیا اور اُنھیں نیچر کی پوجا سے روکا جسے ''شرک'' کہتے ہیں اور ایک خدا کی عبادت کی طرف بلایا جسے ''توحید'' کہتے ہیں۔

پیغمبرِ اسلام ایک خدا کی عبادت کے لئے جو دلیل دیتے تھے، وہ بہت ہی سادہ اور مختصر دلیل ہوتی تھی جو ہر ایک کو سمجھ میں آتی تھی۔ آپ کی دلیل یہ تھی:

''اِس کائنات کا بنانے والا اور اُس کی دیکھ بھال کرنے والا صرف اور صرف اللہ ہے۔ اِس کام میں اُس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں، لٰھذا عبادت صرف اور صرف اُسی کی ہوگی، اُس کی عبادت میں بھی کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا''۔

اِس کے لئے پیغمبر اسلام نے لوگوں کو اللہ کا کلام (قرآن) پڑھ پڑھ کر سنایا۔ یہاں اُسی قرآن کی چند آیتیں پیش کی جاتی ہیں، جس سے شرک کی برائی اور توحید کی سچائی کو سمجھنے میں بہت مدد ملے گی:

﴿اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں اور تم سے پہلے والوں کو پیدا کیا شاید تم ڈرو۔ جس نے تمھارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اُتارا تو اُس پانی کے ذریعے اُس نے تمھارے لئے پھل کو رزق بنا کر نکالا۔ لٰھذا جان بوجھ کر کسی کو اللہ کے برابر مت کرو۔﴾ (البقرۃ:22)

﴿کہو، اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندگی اور موت دیتا ہے۔﴾ (الاعراف:158)

﴿اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا تو اُن میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بَل چلتے ہیں اور کچھ دو پیروں سے چلتے ہیں اور کچھ چار پیروں سے۔ اللہ جو

چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔﴾ (النور:45)

﴿اور وہی ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا تو اُسے خاندان اور رشتہ دار والا بنایا اور تیرا رب قدرت رکھنے والا ہے اور لوگ اللہ کے علاوہ اُس چیز کی پوجا کرتے ہیں جو نہ اُنھیں نفع پہنچاتے ہیں اور نہ اُنھیں نقصان پہنچاتے ہیں اور کافر اپنے رب کے خلاف برائی کا مددگار رہے۔﴾ (الفرقان:56+55)

اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور کس نے سورج اور چاند کو کام میں لگایا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے، تو پھر کہاں پلٹ رہے ہو۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے روزی پھیلاتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ کس نے آسمان سے بار بار پانی اتارا تو اُس کے ذریعہ زمین کو زندہ کیا اُس کے بنجر ہونے کے بعد تو وہ ضرور کہیں گے، اللہ نے۔ کہو تمام تعریف اللہ کے لئے ہے، بلکہ اُن میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔ (العنکبوت:63+61)

اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے کہو تو جسے تم اللہ کے علاوہ پوجتے ہو اُس کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے، اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا وہ اُس کے نقصان کو دور کریں گے اور وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اُس کی مہربانی کو روک پائیں گے؟ کہو اللہ مجھے کافی ہے، اُسی پر بھروسہ کرنے والے بھروسہ کرتے ہیں۔﴾ (الزمر:38)

﴿اے لوگو! تم پر اللہ کی جو نعمت ہے، اُسے یاد کرو، کیا اللہ کے علاوہ کوئی خالق ہے جو تمھیں آسمان سے اور زمین سے روزی دیتا ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں تو کہاں تم بھٹک رہے ہو۔﴾ (فاطر:3)

﴿یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں تو مجھے دکھاؤ کہ اُنھوں نے کیا پیدا کیا جو اُس کے علاوہ ہیں۔ بلکہ ظالم کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔﴾ (لقمان:11)

﴿تمھارا کیا خیال ہے اپنے اُن شریکوں کے بارے میں جنھیں اللہ کے علاوہ

پوجتے ہو، مجھے دِکھاؤ کہ اُنھوں نے زمین کی کون سی چیز پیدا کی ہے۔﴾(فاطر:40)

﴿تو کیا جو پیدا کرتا ہے وہ اُس کی طرح ہے جو پیدا نہیں کرتا ہے تو کیا تم سیکھتے نہیں۔اور اگر تم اللہ کی نعمت شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے، بے شک اللہ تو بخشنے والا، مہربان ہے۔اور اللہ وہ بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور وہ بھی جو تم ظاہر کرتے ہو۔اور جنھیں وہ لوگ اللہ کے علاوہ پوجتے ہیں، وہ کچھ پیدا نہیں کرتے، وہ تو پیدا کئے جاتے ہیں۔﴾(النحل:20+17)

﴿اے لوگو! ایک مثل بیان کی گئی ہے، اُسے غور سے سنو کہ بے شک جنھیں اللہ کے علاوہ تم پوجتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، اگرچہ وہ سب کے سب اُس کے لئے اکٹھا ہو جائیں اور اگر مکھی کچھ اُن سے اُڑا لے جائے تو وہ اُس سے اُس کو چھڑا نہیں سکتے۔ امید رکھنے والا بھی کمزور اور جس سے اُمید ہے، وہ بھی کمزور۔﴾(الحج:73)

﴿کہو کہ تمھارا کیا خیال ہے، اگر اللہ تم پر رات کو ہمیشہ کے لئے قیامت تک مسلّط کر دے تو اللہ کے علاوہ کون خدا ہے جو تم پر اُجالا پھیلا دے تو کیا تم سنتے نہیں۔کہو کہ تمھارا کیا خیال ہے اگر اللہ قیامت تک کے لئے تم پر دن کو مُسلّط کر دے تو اللہ کے علاوہ کون خدا ہے جو تم پر رات لے آئے جس میں تم سکون حاصل کرو تو کیا تم دیکھتے نہیں۔اور یہ تو اُس کی رحمت ہے کہ اُس نے تمھارے لئے رات اور دن کو بنایا تا کہ تم اُس میں سکون حاصل کرو اور اُس کی روزی تلاش کرو اور اُمید ہے کہ تم شکر ادا کرو گے۔﴾

(القصص:73+71)

قرآن کی یہ آیتیں پوری طرح سے واضح ہیں۔

*****

مسلمان کیسے بنتا ہے؟

اسلام میں داخل ہونا، بہت آسان ہے اور مسلمان بن کر زندگی گزارنے میں بڑی آزادی اور کشادگی ہے۔ کچھ چیزیں ہیں جن کو مان لینے سے آدمی اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور کچھ چیزیں ہیں جن کو کرنے سے ایک آدمی کو مسلمان مانا جاتا ہے۔

جن چیزوں کو ماننا ضروری ہے، اُس کا نام ایمان ہے۔ یہ صرف چھ چیزیں ہیں جسے خود پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ ایمان یہ ہے:

اللہ کو ماننا،

اُس کے فرشتوں کو ماننا،

اُس کی کتابوں کو ماننا،

اُس کے رسولوں کو ماننا،

آخرت کے دن کو ماننا

اور ہر اچھی بری تقدیر کو ماننا"۔(1)

---

(1) مسند الامام احمد: 173/1 (حدیث:374)

مسلم: کتاب الإِیمَانِ/ باب الامر بالإِیمَانِ باللہِ تعالیٰ (حدیث:23)

ابوداؤد: کتاب السنۃِ/ باب فِی القَدَرِ (حدیث:4695)

ترمذی: کتاب الایمان/ باب مَاجَاءَ فِی وَصْفِ جِبْرِیلَ لِلنَّبِیِّ (حدیث:2610)

نسائی: کتاب الإِیمَانِ وشرائعہ/ باب نعت الإِیمَانِ (حدیث:97/4)

ابن ماجہ: المقدمۃ/ باب فِی الإِیمَانِ (حدیث:63)

اللہ ایک ہے اور وہ کسی بھی چیز میں نیچر کی طرح نہیں ہے اور نہ نیچر کی کوئی چیز اُس کی طرح ہے۔ فرشتے: خدا کی ایک انوکھی مخلوق کا نام ہے۔ جن کے ذمہ زمین وآسمان میں ہونے والے بہت سے کام ہیں، وہ اُن کاموں کو بغیر کسی غلطی اور نافرمانی کے کرتے رہتے ہیں۔ کچھ فرشتے ایک ایک آدمی کا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں۔

دنیا کے پہلے انسان 'آدم' تھے اور وہ خدا کے پہلے پیغمبر بھی تھے۔ اُن کے بعد برابر خدا کے......

اِن چھ چیزوں کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اُن سے محبت رکھے اور اُن کی تعظیم کرے۔ نہ اُن کا مذاق اُڑائے اور نہ اُنھیں حقیر اور کمتر خیال کرے۔ محبت اور تعظیم کے بغیر ماننا کوئی ماننا نہیں۔

اِن چھ چیزوں کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ اگر کوئی اپنی طرف سے ایک بات بھی اِس مجموعہ میں بڑھاتا ہے تو وہ مُلحِد ہے، خدا کے پیغمبر کو جھٹلانے والا ہے اور اُن سے برابری کرنے والا ہے۔

قرآن اور حدیث میں اِن چھ چیزوں کے بارے میں کچھ تفصیلی باتیں بھی ہیں۔ اگر کوئی اُن تفصیلی باتوں کو نہیں جانتا تو اُس کے ایمان میں کوئی فرق پڑنے والا نہیں، ہاں اگر کوئی جانتا ہے اور اُس کے باوجود نہیں مانتا تو خدا کے یہاں اُس کی بڑی پکڑ ہوگی۔ جو کوئی سچائی کے ساتھ اِن چھ چیزوں کو مانتا ہے، جیسا کہ ماننے کا حق ہے، تو بلاشبہ وہ مومن ہے۔

یہ چھ چیزیں وہ ہیں جن کو مان لینے سے آدمی اسلام میں داخل ہو جاتا ہے، لیکن ماننے کا معاملہ دل کا معاملہ ہے۔ اب اُس کے اوپر کچھ ایسی چیزیں لاگو ہوں گی جو کرنے کی ہیں، جن کو کرنے سے وہ پورا مسلمان بنے گا اور اُسے مسلمان سمجھا اور مانا جائے گا۔ وہ صرف پانچ چیزیں ہیں جن کو خود پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے، یعنی دل میں جو ایمان ہے، زبان سے اُس کی گواہی دینا، یعنی یہ اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور

......پیغمبر آتے رہے اور خدا کے تخلیقی پلان سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہے۔ سب کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔

آپ کے بعد اب کوئی دوسرا پیغمبر نہیں آئے گا، کیونکہ قیامت کا وقت قریب ہو چکا ہے۔

دنیا میں آنے والے بہت سے پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر ایک ''کتاب'' بھی دی۔

ایک دن آئے گا کہ دنیا کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ اُسی کا نام قیامت ہے، پھر وہ وقت آئے گا کہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ وہ دنیا کا آخری دن ہوگا اور آخرت کا پہلا دن۔

انسان جو کچھ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کو وہ پہلے سے معلوم رہتا ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ اُس کے علم کے خلاف کوئی بات ہو جائے۔ اِسی کا نام ''تقدیر'' ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول (پیغمبر) ہیں۔اسی بات کو عربی کے ایک جملہ کے ذریعہ کہا جاتا ہےاوروہ یہ ہے:" لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ "۔اِس کا نام" کلمۂ طیّبہ" ہے۔

نماز پڑھنا۔

زکوٰۃ دینا۔

روزہ رکھنا۔

حج کرنا۔ (2)

جومومن شخص اِن پانچ چیزوں پر عمل کرتا رہے گا، وہ مسلمان ہوگا۔ایسے کسی مسلمان پر بلاوجہ شک کرنا اور اُس کا دل ٹٹولنا، گناہ ہے، بلکہ ایسے مسلمان پر شک کرنے والاخود اپنا ہی ایمان خطرے میں ڈالنے والا بن جائے گا۔

*****

---

(2) گذشتہ حوالہ

گناہِ کبیرہ

سوسائٹی میں چھوٹی بڑی بہت سی برائیاں ہوتی ہیں، اِسلام کا ماننے والا بھی کسی نہ کسی سوسائٹی میں ہوگا، اِس لئے اسلام اپنے ماننے والوں کو اُن برائیوں سے دور رہنے کا کام دیتا ہے۔ اسلام کی نظر میں کچھ بڑی بڑی برائیاں ہیں، جنھیں ''گناہِ کبیرہ'' کہا جاتا ہے۔ اُن میں سے کچھ یہ ہیں:

قتل کرنا۔ زنا کرنا۔ شراب پینا۔ چوری کرنا اور عوام پر ظلم کرنا۔

یتیم کا مال کھانا۔ کسی کا مال ہڑپ لینا۔ ناجائز طریقہ سے کسی کا مال کھانا۔ حرام کی کمائی کھانا۔ سود کھانا اور فیصلہ کرنے کے لئے رشوت لینا۔

مسلمان کو بے عزت کرنا۔ ستانا اور گالی دینا۔ نام بہ نام کسی مسلمان پر لعنت بھیجنا یا اُسے کافر کہنا۔ کمزور کو دَبانا۔ پڑوسی کو ستانا۔ چغلخوری کرنا۔

خیانت کرنا۔ دھوکہ دَھڑی کرنا، ناپ تول میں کمی کرنا اور جوا کھیلنا۔

جھوٹی گواہی دینا۔ جھوٹی قسم کھانا۔ ہمیشہ جھوٹ بولنا۔ جھوٹ بول کر مسلمان کا مال لے لینا۔ غلط فیصلہ کرنے والا بننا اور پاک عورت پر زنا کا الزام لگانا۔

ماں باپ کی مخالفت کرنا۔ رشتہ داروں کو چھوڑ دینا۔ کسی کے ماں باپ کو گالی دینا کہ وہ پلٹ کر اُس کے ماں باپ کو گالی دے۔ جادو کرنا، خودکشی کرنا۔ گھمنڈ کرنا اور رِیا کرنا۔

یہ وہ بڑے بڑے گناہ ہیں جن سے بچنا بہت ضروری ہے۔ اگر کوئی نہیں بچتا تو نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا اور زکوٰۃ دینا سب بے کار ہو جائے گا۔ قرآن میں ہے:

﴿اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے بچو گے جن سے تمھیں روکا جارہا ہے تو ہم تم سے تمھارے گناہوں کو مٹا دیں گے اور ہم تمھیں عزت والے گھر (جنت) میں داخل کریں گے۔﴾ (النساء:31)

﴿اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ ایمان والوں کے لئے بہتر اور زیادہ باقی رہنے

والا ہے اور وہ صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور اُن لوگوں کے لئے بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب اُنھیں غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں۔﴾ (الشوریٰ:37)

﴿جنھوں نے اچھا کام کیا، اللہ اُنھیں اچھا بدلہ دے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں، چھوٹے گناہوں سے نہ سہی، تو بے شک تیرا رب کھلی بخشش کرنے والا ہے۔﴾ (النجم:32)

قرآن کی اِن آیتوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ گناہِ کبیرہ سے بچنا کتنا ضروری ہے۔ جو اُن بڑے بڑے گناہوں سے بچے گا، اللہ تعالیٰ چھوٹے چھوٹے گناہوں کو معاف کردے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔ جو نہیں بچے گا، اُس کی کوئی عبادت، آخرت میں کام آنے والی نہیں، وہ عبادتوں کے باوجود جہنم میں چلا جائے گا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی بات بیان کی ہے:

''پانچ وقت کی نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور ایک رمضان سے دوسرا رمضان، درمیان کے سارے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، بشرطیکہ گناہ کبیرہ نہ ہوا ہو''۔(3)

''جو مسلمان آدمی فرض نماز کے وقت، اچھی طرح وضو کرے، خوب خشوع کرے اور اچھی طرح رکوع کرے تو وہ نماز پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوگی جب کہ اُس نے گناہ کبیرہ نہ کیا ہو اور یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے ہے''۔(4)

''جو شخص اللہ کی عبادت کرے اور اُس کے ساتھ کچھ شرک نہ کرے، نماز پڑھے، زکوٰۃ دے اور گناہِ کبیرہ سے بچے تو اُس کے لئے جنت ہے''۔ (5)

---

(3)(مسند الامام احمد:514/4، حدیث:9435)
مسلم: کتاب الطہارۃ/باب الصَّلَوٰاتُ الخَمسُ، حدیث:233)
ترمذی: کتاب الصلاۃ/باب مَاجَاءَ فِی فَضلِ الصَّلَوٰاتِ الخَمسِ، حدیث:214)
(4)مسلم: کتاب الطہارۃ/باب فَضلِ الوُضُوءِ وَالصَّلاۃِ عَقِبَہُ، حدیث:228)
(5)نسائی: کتاب تحریم الدم/باب ذِکرِ الکَبَائِرِ، 88/7)

ایمان اور نیک عمل کی وجہ سے جنت ملتی ہے، لیکن اگر کوئی گناہِ کبیرہ بھی کرتا ہوتو اُسے پہلے دن سے جنت نہیں ملے گی۔ جنت نہ ملنے کا مطلب یہ ہوا کہ ایمان اور عبادت کے باوجود آدمی جہنم میں جائے گا اور اپنی سزا کاٹ کر جہنم سے نکلے گا۔ اِس لئے ایمان اور عبادت کے ساتھ ساتھ بے حد ضروری ہے کہ مسلمان، گناہِ کبیرہ سے بچے۔

اسلام، اپنے ماننے والوں کو سوسائٹی میں عزت کا مقام دینا چاہتا ہے اور عوام کے درمیان اُنھیں شریف بنانا چاہتا ہے۔ اِس لئے وہ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اُن بڑی بڑی برائیوں سے دور رہیں، کیونکہ اُن برائیوں کے ساتھ جینے والا کبھی کسی سوسائٹی میں عزت کا مقام حاصل نہیں کرسکتا۔ مسلمان عزت دار اور شریف ہوتا ہے نہ کہ بے عزت اور بدنام۔

*****

تعلیم اور اسلام

کامیاب اور جنتی مسلمان بننے کے لئے بنیادی طور پر یہ تین چیزیں ضروری ہیں:

☆ایمان (چھ چیزوں کے مجموعہ کو ماننا۔)

☆اسلام (زبان سے اپنے ایمان کی گواہی دینا اور عبادت کے چار کام انجام دینا۔)

☆ گناہِ کبیرہ سے بچنا۔

اس کے بعد جو کچھ ہے وہ ایک مسلمان کی فکری اور روحانی ترقی ہے۔ اسلام، اپنے ماننے والوں کو فکری اور روحانی ترقی دینا چاہتا ہے اور اُس ترقی کا اصل راز تعلیم ہے۔ دنیا کی تعلیم بھی اور دین کی تعلیم بھی۔ اسلام، لوگوں کو بہت زیادہ تعلیم یافتہ دیکھنا پسند کرتا ہے۔ 610ء میں پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی مرتبہ جب اللہ کا کلام آیا تو اُس کا پہلا لفظ تھا: ''اِقْـــرَءْ''، یعنی پڑھو۔ اِس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اسلام کا سب سے پہلا حکم ہے ''پڑھنا''۔ اسلام، ایک ایک آدمی کو پڑھا لکھا آدمی بنانا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس وقت مکہ میں اسلام کی ابتدا ہوئی تھی، اُس وقت بہت کم لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے، لیکن اسلام کے آنے بعد ایک بہت بڑی تعداد لکھے پڑھے لوگوں کی پیدا ہوگئی۔ اِس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس مذہب کی تعلیم کا پہلا لفظ ہی پڑھنے کے بارے میں ہو، اُس مذہب کے اندر لکھنے پڑھنے اور تعلیم حاصل کرنے کی کتنی زیادہ اہمیت ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کے اندر علم کی اور تعلیم یافتہ لوگوں کی بہت زیادہ حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ مثلاً یہ آیتیں:

﴿ کہو، کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے ہیں، دونوں برابر ہیں۔ بات تو عقل والے ہی سمجھتے ہیں۔﴾ (الزمر:9)

﴿جو ایمان والے ہیں، اللہ اُنھیں بلند کرتا ہے اور جن کے پاس علم ہے، اُنھیں کئی درجہ بلند کرتا ہے۔﴾ (المجادلۃ:11)

﴿اللہ سے تو اُس کے وہ بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔﴾ (فاطر:38)

خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا یہ حکم تھا کہ وہ علم کے لئے اِس طرح دعا کریں: ﴿اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ کر۔﴾ (طٰہٰ:114)

پیغمبر کی اِس دعا سے یہ ذہن ملتا ہے کہ اسلام کمتر علم کی بات نہیں کرتا، بلکہ وہ برتر علم کی بات کرتا ہے۔ اسلام ادنیٰ علم کی بات نہیں کرتا، بلکہ وہ اعلیٰ علم کی بات کرتا ہے۔ اسلام محدود علم کی بات نہیں کرتا، بلکہ وہ وسیع علم کی بات کرتا ہے۔ یہی اعلیٰ اور وسیع علم انسان کے لئے جنت کی راہیں کھول دے گا۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی اہمیت کو بتاتے ہوئے کہا ہے:

''جو علم حاصل کرنے کے راستے پر چلے گا، اللہ اُس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دے گا''۔(6)

''جو علم حاصل کرنے کے لئے نکلا تو جب تک وہ لوٹ نہ جائے، اللہ کی راہ میں ہے''۔(7)

''حکمت کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے۔ جہاں کہیں اُسے ملے، وہ اُس کا زیادہ حقدار ہے''۔(8)

*****

---

(6) مسلم: کتاب الذکر والدعاء/ باب فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ، حدیث:2699)

مسند الامام احمد:300/4، حدیث:8539)

ترمذی: کتاب العلم/ باب مَاجَاءَ فِي فَضْلِ طَلَبِ الْعِلْمِ، حدیث:2646)

(7) ترمذی: کتاب العلم/ باب مَاجَاءَ فِي فَضْلِ طَلَبِ الْعِلْمِ، حدیث:2647)

(8) ابن ماجۃ: کتاب الزہد/ باب الْحِكْمَةِ، حدیث:4169)

سائنس اور اسلام

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اسلام علم دوست مذہب ہے۔خصوصاً سارے علوم میں سائنس کو اسلام جو اہمیت دیتا ہے وہ کسی دوسرے علم کو نہیں دیتا۔سائنس کیا ہے؟'یہ کیا ہے؟' کا جواب ڈھونڈنے کا نام سائنس ہے۔مثلاً کائنات کیا ہے؟ آسمان اور آسمان کے ستارے اور سیارے کیا ہیں؟ چاند اور سورج کیا ہے؟ رات اور دن کا آنا جانا کیا ہے؟ زمین اور زمین کے پیڑ پودے، سمندر اور پہاڑ کیا ہیں۔انسان اور انسان کا جسم وغیرہ کیا ہے؟

قرآن کے اندر سیکڑوں جگہوں پر بار بار اِن سب چیزوں کا ذکر آیا ہے اور اِس بات پر زور دیا گیا ہے کہ لوگ کائنات کی اِن چیزوں کو دیکھیں اور اُن پر غور کریں۔مثلاً قرآن کی اِن آیتوں کو پڑھیں:

﴿تو کیا لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کیسا وہ پیدا کیا گیا ہے،اور آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسا وہ اونچا کیا گیا ہے۔اور پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسا اُسے جمایا گیا ہے۔اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسا اُسے بچھایا گیا ہے۔﴾ (الغاشیۃ:20+17)

﴿کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا تو اُس سے مختلف رنگ کے پھل پیدا کئے اور پہاڑوں کے سفید اور سرخ ٹکڑے پیدا کئے جو مختلف رنگ کے ہیں اور نہایت کالے بھی ہیں۔اور مختلف رنگ کے انسان، چوپائے اور جانور پیدا کئے۔﴾

(الملائکۃ:28+27)

﴿کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ بادل کو چلاتا ہے پھر اُسے آپس میں جوڑتا ہے، پھر اُسے تہہ بہ تہہ کرتا ہے، پھر تو دیکھے گا کہ بارش اُس کے درمیان سے ہو رہی ہے اور وہ آسمان سے پہاڑ برابر ٹھنڈا اُتارتا ہے تو جسے چاہتا ہے ٹھنڈ لگتی ہے اور جس سے چاہتا ہے اُسے پھیر دیتا ہے، لگتا ہے کہ بادل کی بجلی آنکھوں کو اُچک لے جائے گی۔اللہ رات اور دن کو اُلٹ پلٹ کرتا ہے، بے شک اُس میں آنکھ والوں کے لئے بڑی عبرت

ہے۔اوراللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا تو اُن میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو دو پاؤں سے چلتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو چار پیروں سے چلتے ہیں، اللہ جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔﴾

(النور:45+43)

﴿اور تحقیق کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا مٹی کے خلاصہ سے پھر ہم نے اُس کو پانی کی بوند کی شکل میں ایک محفوظ جگہ رکھا۔ پھر ہم نے پانی کی بوند کو ایک جَنین کی شکل دی پھر جنین کو گوشت کا لُتھڑا بنایا پھر لُتھڑے کے اندر ہڈیاں پیدا کیں۔ پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے اُس کو ایک نیا ماڈل بنادیا۔تو اللہ بڑی برکتوں والا ہے، بہترین پیدا کرنے والا۔﴾ (المؤمنون:14+12)

﴿کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بیشک اللہ نے تمھارے لئے کام میں لگا دیا جو کچھ زمین میں ہے اور کشتیاں اُس کے حکم سے چلتی ہیں اور وہ آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے اپنے ہی اختیار سے، بے شک اللہ لوگوں کا بڑا ہمدرد، مہربان ہے۔﴾ (الحج:65)

﴿اور ایک نشانی اُن کے لئے مردہ زمین ہے جسے ہم نے زندہ کیا اور اُس سے ہم نے غلّہ نکالا تو اُس میں سے وہ کھاتے ہیں۔اور ہم نے اُس میں کھجور کے اور انگور کے باغ بنائے اور ہم نے اُس میں چشمے جاری کیئے۔تا کہ لوگ اُس کے پھل کھائیں اور یہ سب کچھ اُن کے ہاتھوں نے نہیں کیا تو کیا تم شکر ادا نہیں کرتے۔ پاک ہے وہ جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیئے، اُس کے جوڑے بھی جو زمین اُگاتی ہے اور خود اُن کے جوڑے بھی اور اُن چیزوں کے بھی جنھیں وہ نہیں جانتے۔ اور ایک نشانی اُن کے لئے رات ہے جس سے ہم دن کو نکالتے ہیں تو یکا یک وہ اندھیرے میں پڑ جاتے ہیں۔اور سورج اپنے ٹھکانے پر چلتا رہتا ہے، یہ غالب جاننے والے کا مقرر کیا ہوا ہے۔اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کردی ہیں، یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو کر رہ جاتا ہے۔نہ سورج کے لئے مناسب ہے کہ وہ چاند سے ٹکرائے اور نہ رات، دن سے پہلے آنے والی ہے اور سب

اپنے مدار میں تیزی سے دوڑ رہے ہیں۔اور ایک نشانی اُن کے لئے یہ ہے کہ ہم نے اُن کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور ہم نے اُن کے لئے اُسی طرح کی دوسری چیزیں بھی پیدا کیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔اور ہم چاہیں تو اُنھیں ڈبو دیں تو نہ کوئی اُن کو بچانے والا ہو اور نہ وہ خود سے بچ سکیں۔ ﴾ (یٰس:(33+43)

قرآن، اِس طرح کی سائنسی باتوں سے بھرا ہوا ہے۔

آخر قرآن کے اندر سائنس کو بیان کرنے والی آیتیں اتنی زیادہ کیوں ہیں؟

کیونکہ سائنس کا کام یہ ہے کہ وہ کائنات میں بکھری ہوئی چیزوں کی علّتوں کو دریافت کرے اور اُن چیزوں کی وضاحت کرے۔اِس دریافت سے اللہ کی قدرتوں کا علم ہوتا ہے اور اللہ کی معرفت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔اللہ کی قدرتوں کو معلوم کر کے اللہ کی معرفت حاصل کرنا ہی کائنات کو بنانے اور کائنات کے انسانوں کو پیدا کرنے کا اصل مقصد ہے اور یہ مقصد سائنس کے ذریعے بہت بڑے پیمانے پر حاصل ہوتا ہے۔خدا کی توحید کی بڑی بڑی دلیلیں بھی اِسی کائنات کے اندر موجود ہیں،سائنس اُنہی دلیلوں کو واضح کرتی ہے اور خالص علمی انداز میں اُنھیں پیش کرتی ہے۔اِس لحاظ سے یہ کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ''سائنس'' ایک افضل علم ہے، کیونکہ وہ خدا کی معرفت کے دروازے کھُولتی ہے اور خدا کی توحید کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کے اندر سائنسی آیتیں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں۔

اِس گفتگو سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام کے نزدیک علم کی کتنی زیادہ اہمیت ہے اور وہ بھی سائنسی علوم کی۔

*****

اسلام کی تعلیمات کا ایک حصہ وہ ہے جو انسان کے اندر کمال اور خوبیاں پیدا کرتا ہے، معاشرے میں اُسے عزت دیتا ہے اور اُلجھنوں سے پاک زندگی عطا کرتا ہے۔ یوں تو کمال اور خوبیاں پیدا کرنے والی چھوٹی بڑی بہت سی باتیں ہیں، لیکن پانچ چیزیں ایسی ہیں جو بہت ہی اعلیٰ اور جامع ہیں اور وہ یہ ہیں: تقویٰ، صبر، شکر، سادگی اور حسنِ اخلاق۔

تقویٰ

انسان، زندگی گزارنے کے اعتبار سے دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک لااُبالی اور غافل قسم کا انسان اور دوسرا محتاط انسان۔

محتاط انسان، نیچرل انسان ہوتا ہے۔ جو ہر کام بہت سوچ سمجھ کر کرتا ہے اور ہر معاملے میں بہت زیادہ احتیاط برتتا ہے، تاکہ اُسے کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچے۔ جیسے بارش کے موسم میں محتاط آدمی گھر سے چھتری لے کر نکلتا ہے، اپنے کپڑے سمیٹ لیتا ہے اور سنبھل سنبھل کر راستہ چلتا ہے تاکہ وہ گندی چھینٹوں اور کیچڑوں سے محفوظ رہے۔ یا جیسے کوئی کانٹے دار جھاڑیوں والے راستے سے گزر رہا ہو تو وہ اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر اُن جھاڑیوں سے بچتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔ یا جیسے کوئی کھانے پینے کی چیزوں میں احتیاط کرتا ہے، مُضِر غذاؤں سے بچتا ہے اور اُسی غذا کا استعمال کرتا ہے جو اُس کی صحت کے لئے مفید ہو۔

جس طرح محتاط انسان دنیا کے معاملات میں، احتیاط سے کام لیتا ہے، اُسی طرح ایک محتاط انسان وہ ہوتا ہے جو آخرت کے معاملات میں احتیاط سے کام لیتا ہے تاکہ اُس کی آخرت کی زندگی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اِسی احتیاط کو قرآن میں ''تقویٰ'' کہا گیا ہے اور اِسی طرح کی احتیاط والی زندگی گزارنے والے کو ''متّقی'' کہتے ہیں۔

اسلام میں تقوی والی زندگی گزارنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے، بلکہ تمام عبادتوں کا مقصد یہی ہے کہ ایمان والے کے اندر تقویٰ کا مزاج پیدا ہو جائے اور وہ احتیاط والی زندگی گزارنے والا انسان بن جائے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں اور تم سے پہلے والوں کو پیدا کیا، تا کہ تم متّقی بنو۔﴾ (البقرۃ:21)

﴿ایسے ہی اللہ لوگوں کے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے، تا کہ وہ متقی بنیں۔﴾ (البقرۃ:187)

﴿اور دنیا کی زندگی تو کھیل کود ہے اور آخرت کی زندگی تو اُن لوگوں کے لئے بہتر ہے جو متّقی ہوتے ہیں تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔﴾ (الانعام:32)

﴿بلا شبہ رات اور دن کی گردش میں اور آسمانوں اور زمین کے اندر اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں اُن لوگوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں جو متّقی ہوتے ہیں۔﴾ (یونس:6)

﴿عربی قرآن ہے، پیچیدہ نہیں، تا کہ وہ متقی بنیں۔﴾ (الزمر:28)

﴿وہ کتاب جس میں کوئی شبہ نہیں، متقی لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔﴾ (البقرۃ:2)

﴿اور بے شک وہ قرآن متقی لوگوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔﴾ (الحاقۃ:48)

تقویٰ کا تعلق انسان کی سوچ سے ہے۔احتیاط والی سوچ کا نام تقویٰ ہے۔ قرآن میں ہے:﴿قربانی کے جانوروں کا گوشت اور خون اللہ کو نہیں پہنچتا، ہاں اُس کو تو تمھارا تقویٰ پہنچتا ہے۔﴾ (الحج:37)

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ کہا تھا: ''تقویٰ یہاں ہے''۔(9)

جب احتیاط والی سوچ پیدا ہو جاتی ہے تو آدمی ہر اُس چیز سے پرہیز کرتا ہے جو خدا کی مرضی کے خلاف ہو، اُس کی آخرت کے لئے نقصان دِہ ہو اور اُسے جہنم میں پہنچانے والی ہو۔اسلام اپنے ماننے والوں کے اندر یہی سوچ پیدا کرنا چاہتا ہے کہ لوگ سوچیں اور خوب احتیاط کے ساتھ زندگی گزاریں تا کہ دنیا میں عزت والی اور آخرت میں کامیاب زندگی نصیب ہو۔

*****

(9) صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ والآدب/ باب تَحْرِیمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ وَخَذْلِہِ (حدیث:2564)

صبر

صرف مصیبت کو برداشت کرنے کا نام صبر نہیں ہے۔ یہ تو صبر کا سب سے کمتر درجہ ہے۔ صبر ایک مثبت سوچ کا نام ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان ناموافق حالات کے ساتھ موافقت کرے، حالات سے اُلجھنے کے بجائے اُس سے نکلنے کا راستہ تلاش کرے۔ یہ پورے طور پر ایک ایڈجسٹمنٹ (adjustment) ہے۔ ناپسندیدہ ماحول اور ناپسندیدہ افراد کے ساتھ زندگی کو ایڈجسٹ (adjust) کر لینا ہی صبر ہے۔ یہ بزدلی نہیں، بلکہ ایک پالیسی ہے۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا سب سے بڑا پہلو یہی تھا۔ آپ نے اسلام کی اشاعت کے لئے لڑنے کے بجائے صبر کی پالیسی کو اختیار کیا۔ مکہ والوں نے آپ کو جھوٹا، شاعر، کاہن، جادوگر اور دیوانہ بتایا اور اُس پر طرح طرح سے ظلم کیا، لیکن آپ نے ٹکراؤ کے بجائے صبر کی پالیسی اختیار کی۔ اگر آپ نے ٹکراؤ کی پالیسی اختیار کی ہوتی تو اسلام کا مشن پہلے ہی دن ختم ہو جاتا، لیکن آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے صبر کی وجہ سے اسلام پورے عرب میں پھیل گیا۔ یہ پالیسی آپ کی پوری زندگی پر چھائی رہی۔ جنگ تو ایک وقتی اور عارضی چیز تھی جو مجبوری کی صورت میں پیش آئی تھی۔ چاہے وہ اسلامی مشن کی بات ہو یا دینی اور سماجی یا اخلاقی اور روحانی معاملہ ہو، ہر جگہ آپ نے صبر سے کام لیا اور آپ کے ساتھیوں نے بھی صبر والی زندگی کو اختیار کیا۔ قرآن کے اندر صبر کی بہت زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے، جیسے قرآن کی یہ آیتیں:

﴿بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔﴾ (البقرۃ:153)

﴿اور اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔﴾ (آل عمران:146)

﴿جن لوگوں نے صبر کیا، ہم اُنھیں اُن کے عمل سے زیادہ اچھا بدلہ دیں گے۔﴾ (النحل:96)

﴿اللہ نے اُن کے صبر کی وجہ سے اُنھیں جنت اور جنت کے ریشمی لباس کا بدلہ دیا۔﴾ (الانسان:12)

اللہ نے اپنے پیغمبر کو یہی حکم دیا کہ وہ کافروں کے ساتھ ایڈجسٹمنٹ کریں۔

قرآن میں ہے:

﴿جو کچھ وہ کافر کہتے ہیں، اُس پر تم صبر کرو اور اُنھیں خوبصورتی کے ساتھ چھوڑ دو۔﴾ (المزمّل:10)

صبر کرنا پیغمبروں کی زندگی کا فارمولا تھا۔ قرآن میں ہے:

﴿صبر کرو جیسا کہ مشقت جھیلنے والے رسولوں نے صبر کیا۔﴾ (الاحقاف:35)

صبر کامیاب زندگی کا ایک فارمولا ہے، کیونکہ آدمی کے حالات بنتے بگڑتے رہتے ہیں۔ اگر وہ بگڑے ہوئے حالات میں صبر سے کام نہ لے گا تو غصہ کا شکار ہو جائے گا اور غصہ کی کیفیت میں جیے گا اور غصّہ خطرناک چیز ہے، کیونکہ یہ شیطانی کیفیت ہے۔ پیغمبر اسلام نے کہا ہے: ''بے شک غصّہ شیطان کی طرف سے ہے''۔ (10)

ایک آدمی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہتا ہے کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ ایسی باتیں سکھایئے، جن کے مطابق میں زندگی گزاروں اور مجھے اتنی زیادہ باتیں نہ بتائیں کہ میں بھول جاؤں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غصہ مت کرو''۔ اُس آدمی نے کئی بار اپنا سوال دہرایا اور آپ نے ہر بار یہی کہا کہ غصہ مت کرو''۔ (11)

ابلیس کا سارا نظام مبنی بر غصہ نظام ہے۔ وہ آدم اور آدم کی اولاد سے انتقام لینے کے جذبے کے ساتھ جیتا ہے۔ اور صبر، پیغمبرانہ مشن کی بنیاد ہے۔ روزمرّہ کی زندگی کو بہتر اور کامیاب بنانے کے لئے بھی اِسی صبر کی ضرورت ہے، ورنہ اپنے بال بچوں کے لئے ٹینشن والی زندگی جینا پڑے گا۔

---

(10) مسند الامام احمد: 7/378، حدیث: 18470)
ابوداؤد: کتاب الأدب/ بابُ مَا یُقَالُ عِنْدَ الْغَضَبِ، حدیث: 4784)

(11) الموٴطا: کتاب حسن الخلق/ باب مَا جَاءَ فِی الْغَضَبِ، حدیث: 1792)
مسند الامام احمد: 4/403 (حدیث: 8978)
بخاری: کتاب الأدب/ باب الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ، حدیث: 6116)
ترمذی: کتاب البر والصلۃ/ باب ماجَاءَ فِی کَثْرَۃِ الْغَضَب، حدیث: 2020)

شکر

شکر، ایک کیفیت کا نام ہے۔ دل میں یہ احساس پیدا ہونا کہ میرے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے، اُس میں اُس کا اپنا کوئی دخل نہیں۔ اِسی احساس اور اعتراف کا نام شکر ہے۔ یہی حقیقی شکر ہے اور یہی شکر کی روح ہے۔ عام طور پر لوگ شکر کی اِس حقیقت کو نہیں جانتے۔ اِس لئے وہ رسمی طور پر شکر ادا کرتے ہیں۔ زبان سے شکر کے الفاظ ادا کر لینا اور سیکڑوں بار الحمدللہ کہہ لینا، شکر نہیں ہوسکتا جب تک کہ منہ سے نکلنے والے اُن الفاظ سے پہلے دل میں احساس و اعتراف کی کیفیت پیدا نہ ہو۔ بے حسی اور بے اعترافی کی حالت، شکر کی حالت نہیں۔

عام طور پر لوگ شکر کو دعا سمجھتے ہیں۔ مثلاً کھانے پینے کے بعد دعا پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ کا شکر ادا ہو گیا جبکہ اُن کا دل شکر کے جذبے سے خالی ہوتا ہے۔ شکر، دعا کے موقع کے لئے خاص نہیں۔ ہر موقع شکر کا موقع ہوتا ہے۔ جب آدمی اپنے کمرے میں داخل ہو کر لائٹ آن کرتا ہے تو یہ بھی شکر کا موقع ہوتا ہے کہ اللہ نے اندھیرے کو دور کر کے روشنی کی نعمت اُسے دے دی۔ جب آدمی موبائل استعمال کرتا ہے تو یہ بھی شکر کا موقع ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اُس کے لئے رابطے کی نعمت کو آسان کر دیا ہے، مگر عام طور پر کسی کا ذہن بھی اِس طرف نہیں جاتا، تو ایسے موقع پر وہ اللہ کا شکر کیا ادا کریں گے؟ وہ تو شکر کے الفاظ کو ہی شکر سمجھتے ہیں، اِس لئے خاص خاص موقع پر ہی وہ اُن الفاظ کو پڑھتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں جو ہر لمحہ اپنے احساس کو بیدار رکھتے ہیں اور ہر نعمت کو وہ شکر کا آئٹم سمجھتے ہیں۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿میرے شکر گزار بندے کم ہیں۔﴾ (سبا:13)

شکر کوئی سادہ بات نہیں ہے۔ شکر، انسان کی دنیا کو آخرت سے جوڑے رکھتا ہے اور بندے کو خدا سے مِلائے رکھتا ہے۔ شکر گزار بندہ غفلت میں نہیں جیتا، بلکہ وہ اللہ کی یاد میں جیتا ہے۔ شکر کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب اللہ نے آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے، ابلیس کو دُھتکار کر نکال دیا تھا تو اُس وقت ابلیس نے چیلنج کرتے ہوئے

کہا تھا کہ: ''تو نے میرا راستہ بند کردیا، اِس وجہ سے میں لوگوں کو بہکانے کے لئے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا، پھر میں ضرور آؤں گا اُن کے آگے اور پیچھے سے، اُن کے دائیں اور بائیں سے اور تو اُن میں سے اکثر لوگوں کو شکر گزار نہ پائے گا''۔(الاعراف:17-16)

یہ ابلیس کا مشن ہے کہ وہ خدا کے بندوں کو خدا کی نعمتوں کے احساس واعتراف سے روکتا رہتا ہے۔خدا کے بندے خدا کی نعمتوں میں جیتے ہیں،لیکن بے حسی اور بے اعترافی کی زندگی جیتے ہیں۔بے حس اور بے اعتراف شخص نہ خدا کی عبادت کے لئے اُٹھے گا،نہ اُس سے لَو لگائے گا اور نہ اُس کی فرمانبرداری کرے گا۔ابلیس نے اِس میدان میں خوب محنت کی اور اللہ کی نعمتوں سے لَدی ہوئی دنیا کو ناشکروں کی دنیا میں تبدیل کردیا۔

جو لوگ اللہ کی نعمتوں کا شکر نہیں کرتے ،وہ کسی نعمت سے محروم ہونے پر یا اُس میں تھوڑی کمی ہوجانے پر شکایت اور احتجاج کی نفسیات میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور اُس پر ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے لگتے ہیں۔مومن کے لئے کوئی موقع شکایت اور احتجاج کا موقع نہیں۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے: ''مومن کے حال پر تعجب ہے۔بے شک اُس کا سارا معاملہ خیر کا معاملہ ہے اور یہ بات صرف مومن ہی کے لئے ہے۔اگر اُسے کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے تو یہ اُس کے لئے خیر کا معاملہ ہے اور اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اُس کے لئے خیر کا معاملہ ہے''۔(12)

اِسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم دیتے تھے کہ کہا کرو: ''ہر حال میں اللہ کا شکر ہے''۔(13)

---

(12)مسند الامام احمد:649 /7،حدیث:19448)
مسلم: کتاب الزہد والرقائق/ باب الْمُؤْمِنُ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ ،حدیث:2999)
دارمی: کتاب الرقائق/ باب الْمُؤْمِنِ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ،حدیث:2777)
صحیح ابن حبان: کتاب الجنائز/ ذکر اِثبات الخیر للمسلم الصابر،حدیث:2777)
(13)مسند الامام احمد:568 /9،حدیث:24199)
ابوداؤد: کتاب الأدب/ باب كَيْفَ تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ ،حدیث: 5033)
ترمذی: کتاب الأدب/ باب مَا يَقُولُ الْعَاطِسُ إِذَا عَطَسَ ،حدیث:2738)

سادگی

اسلامی زندگی میں سادگی کی بہت زیادہ اہمیت ہے، کیونکہ سادگی فطری چیز ہے۔ جو انسان سادگی کو چھوڑتا رہتا ہے، وہ فطرت سے دور ہوتا جاتا ہے۔ فطرت سے دور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے اندر تکلّف اور تصنع پیدا ہو جاتا ہے۔ جب زندگی میں تکلّف اور تصنّع داخل ہوتا ہے تو انسان فضولی خرچی کرنے والا انسان بن جاتا ہے۔ سادگی اور فضول خرچی ایک دوسرے کی ضد ہے۔ سادگی، ضرورت اور کام کے مطابق زندگی گزارنے کا نام ہے اور خواہش کو زندگی کا معیار بنالینا فضول خرچی ہے۔ خواہش کے مطابق زندگی گزارنے والا انسان ہمیشہ بے اطمینانی اور پریشانی کی زندگی جیتا ہے، کیونکہ انسانی خواہشات کی فہرست ہر روز بڑھ جاتی ہے جبکہ ضرورت کا ایک دائرہ ہوتا ہے اور جب زندگی اپنے دائرے میں ہوگی تو وہ اُلجھن اور گھٹن سے محفوظ رہے گی اور یہ چیز سادہ زندگی گزارنے سے حاصل ہوتی ہے۔ سادگی کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ آدمی 'فارغ' رہتا ہے اور اُسے 'فرصت' نصیب ہوتی ہے۔ ایسا ہی آدمی اللہ کے لئے اور اللہ کے دین کے لئے کچھ کام کرسکتا ہے۔ فرصت کے وقت ہی میں وہ اللہ کی عبادت اور اُس کا ذکر کرسکتا ہے۔ سادگی کو چھوڑ کر جب انسان خواہشات میں پھنستا ہے تو اُس کو سب سے بڑا نقصان جو پہنچتا ہے، وہ یہی ہے کہ وہ اپنی 'فرصت' کو گنوا دیتا ہے اور 'مصروف انسان' ہو جاتا ہے۔ نہ اُسے اللہ کے ذکر و عبادت کی فرصت رہتی ہے اور نہ اللہ اور اُس کے دین کے لئے کچھ کرنے کا ذہن بنتا ہے۔

پیغمبر اور پیغمبر کے ساتھیوں نے نہایت سادہ زندگی بسر کی۔ اُس سادہ زندگی کی برکت یہ تھی کہ وہ اللہ کے ذکر میں اور اُس کی عبادت میں جیتے تھے۔ اُنھوں نے اسلام کو مکہ اور مدینہ سے نکال کر پورے عرب میں پھیلا دیا، بلکہ عرب سے بھی باہر نکلے اور افریقہ اور یورپ کی دنیا کو بھی اسلام کی روشنی سے جگمگا دیا۔ بعد میں جب مسلمانوں کے اندر سے سادگی ختم ہوئی تو وہ بڑھتی ہوئی خواہشات میں پڑ کر ناکارہ ہو گئے اور اسلامی روح کو چھوڑ کر شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ میں گم ہو گئے۔

حسنِ اَخلاق

قرآن میں اچھا اخلاق اختیار کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔پیغمبرِ اسلام کا تعارف کراتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے:

﴿اور بے شک تم عظیم اخلاق پر ہو۔﴾ (القلم:4)

آپ کا اخلاق کیسا تھا جسے قرآن نے عظیم کہا ہے؟

اِس کا جواب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیا تھا کہ:

''آپ کا اخلاق قرآنی اخلاق تھا''۔(14)

یعنی آپ کے اخلاق کو جاننا ہو تو قرآن پڑھو۔قرآن میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی ہے، وہی پیغمبر کا اخلاق تھا جو معیاری اخلاق تھا۔ہم یہاں قرآن کی چند اخلاقی تعلیم کا ذکر کرتے ہیں:

﴿اور لوگوں سے اچھی باتیں کرو۔﴾ (البقرة:83)

﴿بھلی بات کہنا اور معاف کر دینا، اُس صدقہ سے بہتر ہے جس میں دل آزاری شامل ہو اور اللہ بے نیاز، بُردبار ہے۔﴾ (البقرة:263)

﴿یہ اللہ کی رحمت کی وجہ سے ہے کہ تم اُن کے لئے نرم دل ہو اور اگر تم بدکلام اور سخت دل ہوتے تو وہ لوگ تمھارے پاس سے دور ہٹ جاتے تو تم اُنھیں معاف کرو اور اُن کے لئے مغفرت چاہو۔﴾ (ال عمران:160)

﴿معافی کا طریقہ اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں کو نظر انداز کرو۔﴾ (الأعراف:199)

---

(14) مصنف عبدالرزاق:39/3،حدیث:4714)
مسند الامام احمد:354/10 حدیث:،26044)
مسلم: کتاب/صلاة المسافرین باب جَامِعِ صَلَاةِ اللَّيْلِ،حدیث:746)

﴿تمھارے پاس تمھارے ہی خاندان کا ایک رسول آیا ہے۔ تمھارا نقصان میں پڑنا اُس پر بہت گراں ہے، اُسے تمھارے ایمان وہدایت کا بہت شوق ہے، وہ مومنوں کا بہت ہمدرد، مہربان ہے۔﴾ (التوبۃ:128)

﴿اور رحمٰن کے بندے جو زمین پر سنجیدگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے بات کرتے ہیں تو وہ سیدھی بات کرتے ہیں۔﴾ (الفرقان:63)

اچھا اخلاق کیا ہے؟ ہر وہ طریقہ جو کسی شخص پر اچھا اثر ڈالے، ملاقات اور گفتگو کرنے کے بعد اُس کے اندر آپ سے ہمدردی پیدا ہو جائے اور وہ آپ سے دلچسپی لینے لگے، یہی اچھے اخلاق کی پہچان ہے۔ اِس اخلاق کی کوئی حد بندی نہیں۔ اچھا اخلاق پوری انسانیت کے لئے عام ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کو اچھے اخلاق کے معاملے میں ریکارڈ بنانا چاہیئے، کیونکہ اچھا اخلاق، اسلام کی دعوت اور اُس کی اشاعت کے لئے بے حد اہم اور ضروری ہے۔ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کے دین کو دوسروں تک پہنچائیں اور یہ کام بغیر اچھے اخلاق کے ممکن نہیں۔ نفرت اور مخالفت اچھے اخلاق کی ضد ہے۔ نفرت اور مخالفت میں رہ کر کوئی دین کی خدمت انجام نہیں دے سکتا۔ اللہ کے دین کی مدد اُسی وقت ہوسکتی ہے جبکہ دلوں میں اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کا جذبہ موجود ہو۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ آپ نے کہا ہے:

''میزان میں رکھی جانے والی کوئی چیز اچھے اخلاق سے بھاری نہیں ہے، بے شک اچھے اخلاق والا اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے روزہ دار اور نمازی کے درجے کو پہنچ جاتا ہے''۔(15)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے کہا کہ اُسے اجازت دو، وہ تو بڑا برا آدمی ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اُس سے بڑی نرمی سے بات کی۔ جب وہ چلا گیا تو میں

---

(15) ترمذی: کتاب البر والصلۃ/ باب مَا جَاءَ فِی حُسْنِ الْخُلُقِ، حدیث:2003)

نے کہا کہ آپ نے تو اُسے کیا کیا کہا تھا اور جب آیا تو بڑی نرمی سے بات کی۔ آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بُرے درجہ کا وہ آدمی ہوگا جسے لوگوں نے اُس کی بدزبانی کے ڈر سے چھوڑ دیا ہو''۔(16)

حضرت ابوالدرداء کہتے ہیں کہ: ''ہم لوگ کافروں کے منہ پر مسکراتے تھے اور اُن سے ہنس کر باتیں کرتے تھے، حالانکہ ہمارے دل اُن پر لعنت بھیجتے تھے''۔(17)

رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ

تمت

---

(16)المؤطا: کتاب حسن الخلق / باب مَاجَاءَ فِی حُسْنِ الْخُلُقِ، حدیث:1785)
مسند الامام احمد:30 / 10، حدیث:24834)
بخاری: کتاب الأدب/ باب الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ، حدیث:6131)
مسلم: کتاب البر والصلۃ والآداب/ باب مُدَارَاةِ مَنْ يُتَّقَى فُحْشُهُ، حدیث:2591)
(17)شعب الإیمان:430 / 1، حدیث:7749)
بخاری: کتاب الأدب/ باب الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ